پروفیسر سید ذوالکفل بخاری

مولانا سعید احمد جلالپوری

۲۶/ ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۵/ نومبر ۲۰۰۹ء بروز اتوار سعودی وقت کے مطابق دوپہر ایک بج کر بیس منٹ، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سبطِ اصغر، سید وکیل شاہ صاحب کے لختِ جگر، امیرِ احرار پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری کے داماد، برادرم سید کفیل شاہ بخاری کے برادرِ خورد، جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ کے شعبہ انگلش کے استاد، خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے مرید ومسترشد اور صالح ومتقی نوجوان جناب پروفیسر سید ذوالکفل شاہ بخاری ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ سے پڑھا کر واپس آتے ہوئے روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. ان للّٰہ ما اَخذ ولہ ما اعطی وکلُ شیٍٔ عندہ باَجَلٍ مُّسَمًّی.

خانوادۂ بخاری، دارِبنی ہاشم اور ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان سے منسلک حضرات کے لیے پروفیسر سید ذوالکفل شاہ بخاری کا نام نامی اور اسمِ گرامی، اجنبی اور نامانوس نہیں ہوگا اور وہ اُن کے شعروادب اور تحریروانشا کی صلاحیتوں سے بھی ناآشنا نہ ہوں گے۔

اے کاش کہ یہ روسیاہ اُن کی زیارت ومخاطبت کے اعزاز سے بہرہ ور نہ ہوسکا، لیکن بعد از شہادت سعودی اور پاکستانی اخبارات میں اُن کے وقیع تذکروں سے اُن کی جلالتِ قدر اور خداداد صلاحیتوں کا کسی قدر اندازہ ہوا۔

اُن کو سعودی عرب گئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا، یہی کوئی سات آٹھ سال ہوئے تھے۔ اور وہ بھی کسی مرکزی شہر میں نہیں بلکہ سعودی عرب کے ایک دور افتادہ شہر اُملج میں اُن کا قیام تھا۔ اور اُن کو جامعہ ام القریٰ منتقل ہوئے ابھی ایک سال بھی نہ ہوا تھا، مگر بایں ہمہ اردو نیوز جدہ نے اُن پر جس قدر مقالات ومضامین اور تفصیلی بلکہ خصوصی فیچر اور صفحات شائع کیے، اُنھیں دیکھ اور پڑھ کر اندازہ ہوا کہ اُنھوں نے اپنے مختصر قیامِ سعودی عرب میں اپنا کتنا بڑا حلقہ بنالیا تھا اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے اِس جدید طبقہ کو کس قدر اپنا گرویدہ بنالیا تھا، اور اخباری برادری سے اپنی خداداد صلاحیتوں کا کس طور پر لوہا منوالیا تھا۔

برادرِ عزیز جناب مولانا احمد عبدالقیوم گلگتی متعلم جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ نے بتلایا کہ موصوف ایک فرشتہ صفت انسان تھے۔ عام طور پر انگلش پڑھے لکھے لوگ حاملین دین و مذہب کو خاطر میں نہیں لاتے اور اُن کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے، مگر موصوف نے جامعہ ام القریٰ کے انگلش استادوں کو اصلاح وارشاد کی ایک لڑی میں پرورکھا تھا اور پوری جامعہ کے اساتذہ اُن کو عزت واحترام کی نگاہ

سے دیکھتے تھے اوران کی صحبت کی برکت سے بہت سوں کے قبلے درست ہوگئے تھے۔ اِسی طرح جدہ کی مجلسِ علم وادب اورشعر وانشا میں اُن کا ایک خاص وزن تھا، چنانچہ وہ چھٹی کے دنوں میں اپنے حلقۂ احباب کو روحانی خوراک پہنچانے کے لیے جدہ کا سفر فرماتے تھے اور اُن کے خوابیدہ اور ٹھنڈے جذبات اور پژمردہ روح کو گرما آتے۔

ان کے تفصیلی احوال کے لیے تو ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت دسمبر ۲۰۰۹ء کا شمارہ دیکھا جائے۔ لیکن بہرحال ان کے حالات وکمالات اور استعداد وصلاحیتوں اور جلد دنیا سے رخصت ہوجانے سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تیزی دراصل اِسی وجہ سے تھی کہ اُن کو تھوڑے دنوں میں زیادہ کام کرنا تھا۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ جب بعض حضرات کی حیاتِ مستعار کسی قدر قلیل اور محدود ہو اور اُن کے کرنے کے کام زیادہ ہوں تو غیر اختیاری طور پر اُن کی رفتارِ کار میں تیزی آجاتی ہے۔ چنانچہ وہ سالوں کا کام مہینوں اور مہینوں کا ہفتوں اور ہفتوں کا دنوں میں کرلیتے ہیں اور اپنے حصے کا کام جلدی جلدی نمٹا کر آناً فاناً جانبِ منزل رختِ سفر باندھ لیتے ہیں۔

دیکھا جائے تو جناب پروفیسر سید ذوالکفل شاہ بخاری شہید کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح کا تھا کہ اُنھوں نے اپنی زندگی اور حیاتِ مستعار کی صرف چالیس بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ وہ شہرت و ناموری کی اُس بام پر پہنچ گئے جہاں عام طور پر لوگ ساری زندگی محنت کر کے بھی نہیں پہنچ پاتے۔ بلاشبہ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے:

خوش درخشید ولے شعلۂ مستعجل بود

مخدوم ومکرم جناب پروفیسر ذوالکفل شاہ بخاریؒ کی رحلت خاندانِ بخاری کے لیے بہت بڑا سانحہ ہے، اور بطورِ خاص بوڑھے والدین اور اُن کی بیوہ اور معصوم بچوں کے لیے بہت بڑا حادثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب فرمائے اور اُن کے معصوم بچوں کی کفایت وکفالت فرمائے۔

بایں ہمہ یہ امر لائقِ صد رشک ہے کہ اُن کی خواہش وآرزو کے عین مطابق اُنھیں حدودِ حرم میں موت آئی اور وہ بھی شہادت کی۔ مولانا احمد عبدالقیوم گلگتی صاحب کا بیان ہے کہ بوقتِ وفات اُن کی اُٹھی ہوئی شہادت کی انگلی اُن کے کلمۂ شہادت اور اعلانِ توحید کی واضح علامت تھی اور اُن کے چہرے کا اطمینان وسکون اور چہرے سے پھوٹتا ہوا نور اُن کی سعادت کی علامات تھیں۔ پھر حرمِ مکہ اور مسجد الحرام میں قریب قریب پندرہ بیس لاکھ کے اجتماع اور دنیا بھر کے اقطاب وابدال کا اُن کی نمازِ جنازہ پڑھنا اور احاطۂ بنی ہاشم اور اپنی دادی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں تدفین کی سعادت کا اعزاز حاصل ہونا بھی اُن کے طِبْتَ حیًا وَ طِبْتَ میتًا کی کھلی شہادت ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اور اُن کے خاندان کو اِس سانحہ کے سہارنے کی ہمت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ادارۂ بینات اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ اور کارکنان اس سانحہ کو اپنا ذاتی سانحہ سمجھتے ہوئے خاندانِ بخاری کے غم واندوہ میں برابر کے شریک ہیں۔ الٰہم اغفر له وارحمه واعف عنه واکرم نزله۔ قارئینِ بینات سے درخواست ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں اور ایصالِ ثواب میں فراموش نہ فرمائیں۔